عصر حاضر میں دہشت گردی اور سیرت نبوی ﷺ میں اس کا حل

Terrorism in Modern Times and Its Solution in the Light of Seerat Nabvi (P.B.U.H)

*ڈاکٹر حافظ غلام انور الازہری

** ریحانہ کنول

***محمد رفاقت علی

ABSTRACT

The brutal wave of terrorism in modern times has made the Muslim Ummah in general and Pakistan in particular notorious. Issues like unfair treatment of Muslims, double standards of super powers and long-term aggression to eliminate extremism in various countries are the fundamental causes of terrorism. Armed terrorist attack, mass shooting, suicide attacks on peaceful human populations, bombing on shrines, educational institutions, markets and government buildings around the world has become a daily routine.Islam is a religion of peace, security and love. According to its teachings, a Muslim is a man in whose hands the life and property of all human beings, Muslim or non-Muslim, is safe. Qisas and Diyat for Muslim and non-Muslim citizens were declared as equal by the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). The non-Muslims citizens of a Muslim society, their ambassadors and their places of worship were given full protection. Thus, whatever excuses the rebels, the evil and the oppressors devise in order to justify their wrongdoings, they have nothing to do with Islamic teachings. It is important that the whole nation and the entire world should be made aware of the issue of terrorism and the stance of Islam regarding this matter should be made

---

* صدر شعبہِ علومِ اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونیورسٹی، نیریاں شریف

** ایم فل سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، نیشنل کالج آف بزنس ایڈ منسٹریشن اینڈ اکنامکس، لاہور

*** ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونیورسٹی، نیریاں شریف

clear.This article covers the background of global terrorism, the causes of contemporary terrorism, and prohibition of suicide bombing and terrorist attacks on Muslims and non-Muslims in Islam. The solution to this problem is described in the light of Seerat-e-Nabvi (peace and blessings of Allah be upon him).
Keywords: Global Terrorism, Suicide Bombing, Armed Terrorist Attack.

عصر حاضر میں عالم انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے۔ دہشت گردی کے فتنے نے انسانی جان، خون اور تقدس کو بری طرح مجروح کر دیا ہے۔ انسانیت کا خون خود کش حملوں کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔ آج اس دہشت گردی کی وجہ سے تعلیمی ادارے تباہ ہو رہے ہیں۔ مساجد میں اللہ کا نام لینے والوں کو شہید کیا جا رہا ہے، بازاروں میں خود کش حملے ہو رہے ہیں۔ سرکاری عمارتوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ دفاعی و تربیتی مراکز کو بموں سے اڑایا جا رہا ہے۔ تجارتی مراکز کو ختم کیا جا رہا ہے۔ سفارت خانوں کا وجود مٹایا جا رہا ہے، مذہبی عبادت گاہوں کو سر عام ٹارگٹ کیا جا رہا ہے، حتیٰ کہ پبلک مقامات کو بمباری کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔ عصر حاضر میں تمام اقوام بالخصوص مسلمان کئی قسم کی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ جس میں مسلح دہشت گردی، سیاسی دہشت گردی، معاشی دہشت گردی اور نظریاتی و فکری دہشت گردی نمایاں ہیں۔

دہشت گردی کا مفہوم:

جدید مسلم مفکرین نے دہشت گردی سے مراد ڈر، خوف اور تشدد لیا ہے۔ دہشت کا لفظ "دَھِشٌ" سے نکلا ہے۔

ابن منظور افریقی نے اس کے معانی یوں بیان کیے ہیں:

دهش: الدَّهش ذهاب العقل من الذّهل والوله وقيل من الفزع و نحوه، دهش، دهيشاً فهودهش، ودهش، فهو مدهوش، وكرهها بعضهم، وادهشه الله وادهشه الامر و دهش الرجل بالكسر-[1]

"غفلت اور حیرت کی وجہ سے عقل کا زائل ہونا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھبراہٹ کی وجہ سے، جیسا کہ اللہ نے اسے خوفزدہ کر دیا، کسی معاملے نے اسے ڈرا دیا اور آدمی خوفزدہ ہو گیا۔"

الرائد میں "دھش" کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

ذهب عقله من حب أو خوف أو غيرهما-[2]

---

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب (دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1405ھ)، ۴/۴۲۷

"دہشت سے مراد ہے کہ اس کی عقل ماؤف ہو گئی محبت، خوف یاان دونوں کے علاوہ کسی اور سے"

عربی میں ڈرانے، دھمانے اور خوف کی کیفیت کے لیے 'الارھاب' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مادہ 'رھب' ہے اور اس میں ڈر وخوف کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ لسان العرب میں 'رھب' کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

رھب، یرھب رھبة و رھبا و رھباً، أی خاف و رھب الشیء وھباً و رھباً و رھبة: خافه-[3]

برین کروزئر "Brain Crozier" نے دہشت گردی کے لیے تشدد (violence) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

"The threat or the use of violence for political ends."[4]

Terrorism (دہشت گردی) ایک انگریزی اصطلاح ہے جو لفظ "terror" سے ماخوذ ہے جس سے مراد:

"Violent action or the threat of violent action that is intended to cause fear usually for political purposes."[5]

"تشددانہ فعل یا تشددانہ فعل کا خطرہ جو عام طور پر سیاسی مقاصد (کے حصول) میں خوف کا مؤجب بنے۔"

اسی طرح terrorist (دہشت گرد) سے مراد:

"A person who takes part in terrorism."[6]

"وہ شخص جو دہشت گردی میں حصہ لے۔"

مندرجہ بالا وضاحت کے مطابق دہشت گردی (terrorism) سے مراد:

"The use of violent action in order to achieve political aims or to force government to act."[7]

---

[2] جبران مسعود، الرائد (دار العلم للملایین، بیروت، 1403ھ)، ۱/۶۸۳

[3] ابن منظور محمد بن مکرم، لسان العرب، ۴/۷/۱۲۳

[4] Brian Crozier, *The Rebels*, Boston: Beacon Press (1960), 159.

[5] Oxford Advance Learner's Dictionary, 7th ed., Oxford UK: Oxford University Press, 2005.

[6] Oxford Advance Learner's Dictionary, 7th ed., Oxford UK: Oxford University Press, 2005.

[7] Oxford Advance Learner's Dictionary, 7th ed., Oxford UK: Oxford University Press, 2005.

"پُر تشدد کارروائیوں کو استعمال کرتے ہوئے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنا یا کسی کام کے لیے حکومت کو مجبور کرنا۔"
مختصر یہ کہ دہشت گردی سے مراد پُر تشدد کارروائیوں کے ذریعے عام انسانوں میں ڈر، خوف اور ہیبت طاری کرنا ہے۔ اس طرح ان کارروائیوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کے ذریعے بے گناہ اور معصوم انسانوں کو نشانہ بنانا، ملک و معاشرہ میں بدامنی وانتشار پھیلانا اور دیگر تخریبی سرگرمیاں شامل ہیں۔

دہشت گردی کا تاریخی پس منظر:

دہشت گردی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسانی تاریخ مگر 11 ستمبر 2001ء میں امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر (Trad Centre World) اور پینٹا گون (Pentagon) جیسے مراکز پر دہشت گردانہ کارروائیوں کی وجہ سے ان اصطلاحات کا استعمال کثرت سے ہونے لگا۔ بدقسمتی سے ان کارروائیوں میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کے شواہد جمع کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جا سکے حالانکہ اسلام سراپا امن وآشتی ہے۔ مغربی دنیا میں مسلمانوں کی تذلیل کی گئی اور آج بھی کی جارہی ہے۔ مغربی میڈیا نے اسلا کے خلاق بے بنیاد اور غلط الزامات لگائے جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی حالانکہ دنیا بھر کے مسلمانوں نے امریکہ پر ہونے والے حملوخ کی پُرزور مذمت کی اور کہا کہ ایسی کارروائیوں کا مذہب اسلام سے قطعی تعلق نہیں ہے۔ بے گناہ انسانوں کو قتل کرنے والے مسلمان نہیں ہو سکتے۔ ایسے درندہ صفت افراد باغی ہیں جو کسی بھی قوم، مذہب، خطہ، طبقہ وغیرہ میں ہو سکتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری قوم یا پورا مذہب ایسا ہے۔ ایسے افراد نفسیاتی مریض ہوتے ہیں۔ اسلامی ممالک کے علاوہ دنیا کے تقریباً سب بڑے ممالک دہشت گرد تحریکوں کے حامل رہے ہیں اور کئی ممالک میں آج بھی ایسے شرپسند عناصر موجود ہیں جیسے یورپ، شمالی امریکی ریاستیں، جرمنی، سابقہ سویت یونین، کینیڈا، اسرائیل، ہندوستان وغیرہ۔ خاص طور پر یورپ ایسی سرگرمیوں کی آماجگاہ رہا ہے۔ متشددانہ کارروائیوں کا زیادہ تر تعلق سیاست سے رہا ہے مگر مذہبی عناصر بھی اس میں ملوث رہے ہیں۔ دہشت گردی کے امور کے ماہر امریکی پروفیسر Dr Bruce Hoffman کہتے ہیں کہ:

"It has been observed that while the era of 1980s saw a growth of politically inspired terrorism, the 1990s has been a dramatic increase in terrorism motivated by religious agendas." [8]

"یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ 1980ء کے دور میں سیاست سے متاثرہ دہشت گردی نے پرورش پائی۔1990ء کے عہد نے مذہبی ایجنڈا سے متاثر ڈرامائی انداز سے بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو دیکھا۔"

مندرجہ بالا وضاحت سے معلوم ہوا کہ دہشت گردی کسی خاص مذہب، قوم اور خطہ میں نہیں پائی جاتی ہے بلکہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ دنیا کا ہر مذہب امن و سلامتی کی تعلیمات دیتا ہے۔

دہشت گردی کے اسباب و وجوہات:

دہشت گردی ایک حادثاتی عمل نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے کئی اسباب، وجوہات اور عوامل کارفرما ہیں۔ ان اسباب کے حل کے لیے ان کو جاننا انتہائی اہم ہے۔

سیاسی اسباب و وجوہات:

انسانی تاریخ ایسے واقعات سے لبریز ہے جن میں صاحبانِ اقتدار کے ظلم و ستم، جبر و زیادتی، اناپرستی، بربریت اور استحصالی پالیسیوں کے شکار افراد نے بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ اسی طرح نااہل حکمرانوں کی وجہ سے سیاسی عدم استحکام وجود میں آتا ہے جو کسی بھی ریاست کی جڑوں کو خطرناک حد تک کھوکھلا کر دیتا ہے۔ سیاست کی غیر یقینی صورت حال عوام کے دلوں میں بے چینی اور خوف کا احساس پیدا کر دیتی ہے۔ سیاسی عدم استحکام کی بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں جیسے غیر ملکہ مداخلت، سیاسی مسابقت وغیرہ۔ طاقتور ممالک مختلف حیلوں اور بہانوں سے کمزور ممالک پر قبضہ کرتے ہیں۔ بعض اوقات دہشت گردوں اور فوج کے ذریعے مخالف ریاست کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ یہ عمل ان مقبوضہ یا متاثرہ ریاستوں کی عوام میں انتقام کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔ ردعمل بعض اوقات اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ یہ افراد اپنی مظلومیت کا بدلہ لینے کے لیے دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں اور دہشت گردی کا بدلہ دہشت گردی سے لینے کو جائز اور ضروری سمجھتے ہیں۔

ریاستی دہشت گردی:

[8] Bruce Hoffman, Holy Terror: The Implications of Terrorism Motivated by a Religious Imperative, RAND, 1993, 25.

ریاستی دہشت گردی سے مراد ایسی منظم کارروائی جس میں تشدد کے ذریعے لوگوں میں خوف وہراس کی فضا پیدا کی جائے تاکہ مخصوص سیاسی مقاصد کو حاصل کیا جائے۔ یہ ریاستی رہشت گردی عمومی طور پر کسی حکومت یا ریاست کے خلاف ہوتی ہے۔ کشمیر، فلسطین، چیچنیا اور 11 ستمبر 2001ء کے بعد افغانستان اور عراق جیسی ریاستوں میں یہ کارروائیاں کی جارہی ہیں جنہوں نے معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں کو بربریت کا نشانہ بنایا۔ جمہوریت کا نام لینے والے ممالک بھی ان کارروائیوں میں ملوث ہیں جیسے دو مشہور ریاستیں امریکہ اور اسرائیل۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عالمی سطح پر دہشت گردی کے فروغ کا سب سے بڑا محرک اور سبب سیاسی ناانصافی ہے۔ فلسطین اور کشمیر کے علاوہ عراق اور افغانستان پر امریکی قبضہ نے مسلمانوں میں امریکہ اور یورپ کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کیے اور پھر پچھلی صدی میں برطانیہ نے ناانصافی سے کام لیتے ہوئے فلسطین اور کشمیر کے مسائل کھڑے کر کے دنیا کے امن وامان کو تہہ وبالا کر دیا۔

دہشت گردی کا بڑا سبب بے چینی:

دنیا میں دہشت گردی کا بڑا سبب بے چینی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب لوگوں پر ان کی مرضی کے خلاف کوئی نظام مسلط کیا جاتا ہے، ان کو سیاسی آزادیوں سے محروم کیا جاتا ہے اور جب عوام کوئی اور پُرامن راستہ نہیں دیکھتے تو وہ دہشت گردانہ کارروائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جب معاشروں میں صحت مند سیاسی ماحول اور فضا موجود نہ ہو تو وہاں دہشت گردی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ متاثرہ افراد غیر سیاسی اور پُرتشدد راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اکثر عوامی انقلاب سیاسی استحصال کے جواب ہی میں وجود میں آتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد امتیاز ظفر لکھتے ہیں:

"When a small number of people are convinced that the majority is not just to them and they come to the conclusion that there is no way to get their rights in legal framework or they are made conscious with behavior of the ruling class or they realize themselves that have no share in decision making of the State, they stand up and start insurgent activities."[9]

مذہبی اسباب ووجوہات:

[9] Muhammad Imtiaz Zafar, Violence, *Terrorism and Teachings of Islam*, Islamabad Higher Education Commission, 2006, 28.

مذہبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ایسے کئی عوامل سامنے آتے ہیں جو مذہب کا استعمال کرتے ہوئے دہشت گردی کو ہوا دیتے ہیں جیسے مذہبی فرقہ پرستی اور جنونیت، بین المسالک اور بین المذہبی عدم رواداری، مقدس شخصیات کی کردار کشی اور مقدس مقامات کی بے حرمتی، مذہبی اقلیتوں پر ظلم۔ تنگ نظر مذہبی عناصر اور ان کی فرقہ ورانہ سرگرمیاں قومی اور بین الاقوامی امن کو تباہ کر دیتی ہیں۔ نام نہاد بنیاد پرست افراد میں برداشت کی کمی کی وجہ سے دوسرے مسالک یا مذاہب کے افراد کو تشدد اور زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں۔ دوسرے مذہب کے مقدس مقامات اور شخصیات کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حال ہی میں ڈنمارک میں حضور اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکے چھاپے گئے تھے۔ ایسے افراد بعض اوقات آزادی رائے کا سہارا لیتے ہوئے لوگوں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہیں۔ رد عمل میں انتہا پسندی اور دہشت گردی جنم لیتی ہے۔

معاشرتی اسباب ووجوہات:

بعض ایسے معاشرتی عوامل ہیں جو افرادِ معاشرہ کے جذبات کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر متشددانہ کارروائیوں کے لیے بھڑکاتے ہیں مثلاً معاشرتی ناانصافی، دہشت گردی کے پھیلاؤ میں اہم کردار کرتی ہے۔ احساس محرومی وناامیدی انسان کے جذبات کو بھڑکانے کا موجب بنتی ہے۔ معاشرتی ناانصافی لوگوں کو قومی یا بین الاقوامی سطح پر دو انتہاؤں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اس کے رد عمل کے اظہار کے طور پر ناجائز اور مشددانہ کارروائیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ نسل پرستی (Racism)، نسلی تفاخر، تشدد، ناپسندیدگی، امتیاز اور ظلم جیسے قبیح اوصاف کی ترویج کرتی ہے۔ بعض ماہرینِ عمرانیات نسل پرستی کو گروہی امتیاز کا نظام کہتے ہیں۔ مذہبی اور معاشرتی اختلافات میں نسل پرستی نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔

"Through the process of racialization, Arabs and Muslims have been considered racially different from whites and other radical minorities. The law and its enforecement also have contributed to hostility toward Arabs and Muslims in the United States."[10]

"نسل پرستی کے عمل کے ذریعے عرب اور مسلمان سفید فام اور دیگر نسلوں کے حامل اقلیتوں سے مختلف سمجھے جاتے ہیں۔ امریکہ میں قانون اور اسے نافذ کرنے والوں نے عربوں اور مسلمانوں کے حوالے سے دشمنی میں حصہ لیا ہے۔"

---

[10] Elaine C. Hagopian, *Civil Rights in Peril: The Targeting of Arabs and Muslims*, Chicago: Haymarket Books and Pluto Press, 2004, 11.

ظلم وناانصافی اور شدت پسندی:

انسانی تاریخ میں ایسے معاشرے تو مل جاتے ہیں جہاں غربت ہو اور معاشی تنگدستی ہو مگر اس کے باوجود وہاں امن وسکون کی فضا برقرار رہے۔ لیکن ایسے معاشرے نہیں دیکھے گئے جہاں عدل وانصاف نہ ہو بلکہ ظلم وناانصافی عام ہو اور اس کے باوجود امن، سکون اور تحفظ پایا جائے۔ جب بھی کسی قوم کو عدل سے محروم کیا گیا، اس میں شدت پسندی اور دہشت گردی فطری عمل کے طور پر ابھری ہے۔ اس نقط نظر کی وضاحت Martha Crenshaw نے یوں کی ہے:

"The idea of justice or fairness may be more centrally related to attitudes toward violence than are feelings of deprivation. It is the perceived injustice underlying the deprivation that gives rise to anger or frustration."[11]

"یعنی احساس محرومی سے زیادہ عدل وانصاف تشدد کے رویے سے زیادہ منسلک ہے۔ ناانصافی ہی ایسی چیز ہے جو معاشرہ میں ناراضگی اور مایوسی کی کیفیت طاری کرتی ہے۔"

دہشت گردی کا حل سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں:

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے جس کا سرچشمہ سیرت طیبہ ﷺ ہے اور تعلیمات نبوی ﷺ کی ابتداء ہی امن، محبت، بھائی چارہ، مساوات، عدل، برداشت اور سلامتی جیسے اعلیٰ اوصاف سے ہوئی۔ لفظ اسلام مصدر ہے اور سلم، سلامۃ سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب سلامتی اور حفاظت ہے۔ یہ سلامتی پُرامن ماحول سے ہی ممکن ہے۔

اسلام ساری دنیا کے لیے خیر وسلامتی کا دین:

گویا رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ کے ذریعے قیامت تک عالم انسانیت کو خیر وسلامتی اور امن وعافیت کی تعلیمات دی ہیں۔ آپ ﷺ نے انسانوں کے سامنے جو دین پیش کیا ہے، اس دین کا نام ہی اسلام ہے اور اس کا ماننے والا مسلم ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الدین عند اللہ الاسلام[12]

"بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔"

---

[11] Crenshaw , Martha , Explaining Terrorism, New York: Routledge Publishing , 2011, P 38.

[12] سورۃ آل عمران ۳:۱۹

اگر اسلام میں دہشت گردی کی تعلیم ہوتی تو قیامت تک کے لیے انسانوں کی فلاح کے لیے کارآمد کیسے ہوتا۔

اسلام اور امن ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم:

ایک مسلمان حکم خدا کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔اس کے کردار میں تعلیمات اسلامی کی جھلک نظر آتی ہے۔اس مسلمان کی عملی پہچان بھی آپ ﷺ نے کرائی ہے کہ مسلمان وہ ہے جو اپنے ہاتھ اور زبان سے کسی کے خلاف دہشت گردی نہیں کرتا۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"[13]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔"

مسلمان ہونا دروازہ خیر کا افتتاح کرنا ہے اور باب شر کا خاتمہ کرنا ہے۔اس لیے دہشت گردی، فساد انگیزی اور انسانی قتل و غارت گری اور پُرامن انسانی آبادیوں کی تباہی کا کوئی تعلق ہرگز اسلام سے نہیں۔نہ قرآن کی تعلیمات سے اس عمل کو نسبت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اس کا کوئی تعلق ہے۔

اسلام میں دہشت گردی کلیتاً حرام:

اسلام کا غیر جانبداری سے مطالعہ کرتے ہوئے اس میں دہشت گردی کی عملی اور فکری بنیادیں تلاش کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دنیا بھر میں کی جانے والی دہشت گردی کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ اسے کلیتاً حرام بھی ٹھہراتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ کے ذریعے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی طرف اسلحہ اٹھانے اور اس سے ڈرانے سے بھی منع فرمایا ہے:

"لا يشير احد كم الى أخيه بالسلاح۔"[14]

---

[13] البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (دار الکتب العلمیہ ،بیروت، س۔ن)، ۱۳/۱

[14] القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الآداب، باب النھی عن اشارۃ بالسلاح (دار الکتب العلمیہ ،بیروت، س۔ن)، ۴/ ۲۰۲۰

"یعنی تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ بھی نہ کرے۔"

گویا اسلام میں تو اشارے کی حد تک قتل وغارت گری اور دہشت گردی کو بھی ناپسند فرمایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"نهى رسول الله أن يتعاطى السيف مسلولاً۔"[15]

"رسول اللہ ﷺ نے ننگی تلوار لینے اور دینے سے منع فرمایا ہے۔"

ان اقدامات کو کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اسلامی معاشرے کو ہر طرح کی قتل وغارت گری اور دہشت گردی سے پاک رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دہشت گردی کے انسداد کے لیے اسلام کی واضح تعلیمات دی ہیں۔

ارشاد فرمایا:

مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا [16]

"جس نے کسی شخص کو قصاص کے یا زمین میں فساد پھیلانے کی سزا کے بغیر ناحق قتل کیا تو گویا اس نے معاشرے کے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔"

اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کو واضح کیا گیا ہے جس میں چھوٹے بڑے، بچے بوڑھے، مسلم وغیر مسلم، امیر، فقیر، سب آجاتے ہیں۔ ان میں کسی کا بھی قتل ساری انسانیت کا قتل ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی خون بہانا سارے انسانوں کا خون بہانے کے برابر ہے۔ آج انسانوں کا خون بہانا ہی دہشت گردی ہے۔ اسلام اس دہشت گردی کو انسان دشمنی سے تعبیر کرتا ہے۔

دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں:

انسان کے دہشت گردانہ، انتہا پسندانہ، تفرقہ ورانہ اور انتشارانہ عمل کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے۔ دہشت گردی کا عمل ان صریح احادیث اور رسول اللہ ﷺ کی واضح تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایک سچا مسلمان دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔

دہشت گردوں کی مدد کرنے کی ممانعت:

---

[15] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن تعاطی السیف مسلولا (دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن)، حدیث: ۲۱۶۳

[16] سورۃ المائدہ ۵: ۳۲

دہشت گردی کی یہ جنگ کسی کی سرپرستی اور مدد کے بغیر برپا نہیں ہے۔ وہ قوتیں اور طاقتیں جو دہشت گردی کو انسانی معاشرے میں فروغ دے رہی ہیں، اسلام کی نظر میں اللہ کے غیض و غضب کا شکار ہوں گی اور اس کی رحمت سے محروم ہوں گی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من اعان علی قتل مومن بشطر کلمة بقی الله مکتوب بین یمینیه أیس من رحمة الله۔"[17]

"جس شخص نے چند کلمات کے ذریعے بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہو گا أئیس من رحمۃ اللہ (اللہ کی رحمت سے مایوس شخص ہے۔"

انسان کے خون کی حرمت، اس کا تقدس اور احترام رسول اللہ ﷺ کی نظر میں کیا ہے؟ فرمایا: کسی انسان کا خون کرنا ساری کائنات کی بربادی سے بھی بڑا اور بُرا عمل ہے۔

"لزوال الدنیا جمیعاً أهون عند الله من سفک الدم بغیر حق"[18]

"اللہ کے نزدیک ساری کائنات کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتل ناحق سے ہلکا ہے۔"

جو لوگ دوسروں کو اذیت و تکلیف اور رنج و دکھ دیتے ہیں، ان کی جان و مال پر حملہ کرتے ہیں، ان کا خون بہاتے ہیں اور ان کا مال ناحق کھاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان الله یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا۔"[19]

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو اذیت دیتے ہیں۔"

خود کش بمباری اسلام میں حرام:

اسلام نے لوگوں کو راحت دینے کی تعلیم دی ہے اور انہیں اذیت و تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے۔ ان کے خود کش عمل کو خود کشی کی حرام موت قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

---

[17] القزوینی، محمد بن یزید، السنن، کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلما (دار الملایین، بیروت، ۲۰۱۱)، ۲/ ۸۷۴

[18] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، شعب الایمان (دار الفکر، بیروت، س۔ن)، ۴/ ۳۴۵

[19] القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلة، باب الوعید الشدید، ۴/ ۲۰۱۸

" وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ "[20]

"اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو۔"

امام ترمذی اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یدل علی النھی عن قتل غیرہ و عن قتل نفسه بالباطل۔"[21]

"یہ آیت مبارکہ کسی شخص کو ناحق قتل کرنے اور خودکشی کرنے کی ممانعت کا حکم شرعی دیتی ہے۔"

خودکش بمبار بم دھماکوں کے ذریعے خود کو اڑا کر دوسرے معصوموں کی جان بھی لیتا ہے۔اس عمل دہشت گردی اور قتل و غارت گری سے اللہ کی بارگاہ سے کسی انعام کی نہیں بلکہ نار جہنم کی سزا کی امید رکھے۔اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ومن قتل نفسه نشیء عذب به فی نار جھنم۔"[22]

"جس شخص نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جاتا رہے گا۔"

خودکش بمبار دعائے مغفرت کا مستحق نہیں:

خودکشی کی موت مرنے والا اور اپنی جان کو خودکش حملے اور بم کے ذریعے اڑانے والا مسلمانوں کی طرف سے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ کا بھی مستحق نہیں رہتا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں:

"أتی النبی برجل قتل نفسه نمشاقص فلم یصل علیه۔"[23]

نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آاپ کو نیزے سے ہلاک کر لیا تھا، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

دوسری حدیث مبارک میں یہ الفاظ آئے ہیں:

---

[20] سورۃ النساء ۴:۲۹

[21] الرازی، ابوعبداللہ محمد بن فخر الدین ، مفاتیح الغیب (دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۰م)، ۱۰/۵۷

[22] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاسب، باب من الکفرہ آخاہ، 4/ 226، حدیث: 5754۔

[23] القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب ترک الصلاۃ علی القاتل نفسہ، ۲ /۶۷۲

فقال رسول اللہ ﷺ اما أنا فلا اصلی علیہ۔[24]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

دہشت گردی کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع یں مسلمانوں کو منع فرمایا کہ یہ عمل حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان دماءکم و اموالک واعراضکم علیکم حرام کحرمه یومکم ھذا، فی شھرکم ھذا، فی بلدکم ھذا الیوم تلقون ربکم"[25]

"بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں مقرر کی گئی ہے یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملوگے۔"

خطبہ حجۃ الوداع کے ذریعے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لیے پُرامن، خیر خواہ اور ہمدرد ہونے کی تعلیم دی گئی ہے اور اسے دوسرے مسلمان کو قتل کرنے، اس کا خون بہانے اور اس کے ساتھ دہشت گردی کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی املاک کو برباد کرنے، اس کے مال کو لوٹنے اور اس کی جائیداد کو ہڑپ کرنے کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی طرح اس کی عزت و ناموس کو پامال کرنے اور اس کی عفت کو ناپاک کرنے کو کلیتاً حرام ٹھہرایا ہے۔

زندگی گزارنے کے ان واضح خطوط اور نقوش کے ساتھ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کے ان بنیادی حقوق کے پامال کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

غیر مسلموں سے دہشت گردی حرام:

اب رہا مسئلہ اسلامی معاشرے میں بسنے والے غیر مسلم، ان کے ساتھ ایک مسلمان کا طرز عمل کیا ہو؟ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے واضح ہدایات اہل ایمان کو جاری کی ہیں۔

ارشاد فرمایا:

"من قتل معاھداً فی غیر کنھیة حرم اللہ علیه الجنة۔"[26]

---

24 السجستانی، سلیمان بن الاشعث، السنن، کتاب الجنائز، باب الامام، لا یصلی علی من قتل نفسہ، ۴/ ٦٦

25 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب القسامہ والمحاربین والقصاص والدیات، باب تغلیظ تحریک الدماء والاعراض والاموال، ۱۳۰۵/۳

"جو مسلمان کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو ناحق قتل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا۔"

دوسری حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ آتے ہیں:

" لم يرح رائحة الجنة۔" [27]

"غیر مسلم کو قتل کرنے والا وہ مسلمان جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گا۔"

اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ غیر مسلم سفارت کار کو قتل کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلیمہ کذاب کی طرف سے آنے والے سفارت کاروں کو قتل نہیں کرایا۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لو كنت قاتلا وافدا لقتلتكما۔"[28]

"اگر میں سفارت کاروں کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔"

غیر مسلم طبقات سے دہشت گردی کی حرمت:

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کی جان و مال کی حفاظت کے حوالے سے احکامات جاری کیے اور فرمایا کہ ان کے بچوں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کو ہر گز ہر گز قتل نہ کرو۔ ان کی عورتوں کو قتل نہ کرو۔ ان کے بوڑھے افراد کو قتل نہ کرو۔ حتی کہ ان کے کاشت کاروں اور ان کے تاجروں کو بھی قتل نہ کرو اور ان کے خدمت گزاروں اور ان کے غیر محارب لوگوں کو بھی کسی صورت میں قتل نہ کرو۔ عام حالات میں بھی ان کو قتل کرنے کی ممانعت فرمائی اور جنگ کی حالت میں بھی ان طبقات کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان احکام کو صریحاً ان ارشادات میں واضح کیا:

" ولا تقتلوا الولدان ولا أصحاب القوامع"[29]

"غیر مسلموں کے بچوں اور ان کے پادریوں کو قتل نہ کرنا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عین جنگ کی حالت میں بھی تم غیر مسل عورتوں اور بچوں کو ہر گز قتل نہ کرو۔

---

[26] النسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب القیامۃ، باب تعظیم قتل المعاھد (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن)، حدیث: ۴۷۴۷

[27] انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری (دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۸م)، ۴/ ۲۸۸

[28] الدارمی، عبد الرحمٰن، السنن (دار الملایین، بیروت، ۱۹۹۰م)، ۲/ ۳۰۷

[29] احمد بن حنبل، المسند (دار الکتب العلمیہ بیروت، س۔ن)، ۱/ ۳۳۰

فنهى رسول الله ﷺ قتل النساء و الصبيان[30]

"آپ ﷺ نے سختی سے حالت جنگ میں بھی غیر مسلم عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

ایک حدیث مبارکہ میں تو تاکید کے ساتھ بار بار فرمایا تم ان کے بچوں کو ہر گز قتل نہ کرنا۔

" ألا! لا تقتلن ذرية ّلا! لا تقتلن ذرية"[31]

"خبر دار! ان کے بچوں کو ہر گز قتل نہ کرو۔ خبر دار! ان کے بچوں کو ہر گز قتل نہ کرو۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں غیر مسلموں کے جن افراد کو قتل کرنے سے منع کیا ہے، ان کا جامع ذکر یوں کیا:

"لا تقتلوا شيخاً فانيا ولا طفلاً لا صغيرا ولا امرأة"[32]

"نہ کسی بوڑھے کو قتل کرو، نہ شیر خوار بچے کو، نہ نابالغ کو، نہ عورت کو۔"

غیر مسلموں کے قتل کی ممانعت کے یہ احکامات اور یہ تعلیمات ہمیں عہد خلفاء راشدین میں بھی نظر آتی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے یہ احکامات جاری کیے

"ولا تهدموا بيعة ولا تقتلوا شيخاً كبيرا ولا صبياً ولا صغيرا ولا أمرأة"[33]

"اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا اور نہ بوڑھوں کو قتل کرنا اور نہ بچوں کو، نہ نابالغ، چھوٹوں کو اور نہ ہی عورتوں کو قتل کرنا۔"

حتی کہ فرمایا اگر کوئی راہب تم کو گرجا گھر میں ملے تو اس کو بھی چھوڑ دینا اور قتل نہ کرنا۔

"ألا لا يقتل الراهب فى الصومعة"[34]

"خبر دار! کسی گرجا گھر کے پادری کو بھی قتل نہ کیا جائے۔"

---

[30] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب قتل النساء فی الحرب، ۳/ ۱۰۹۸

[31] النسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب السیر، باب النهی عن قتل ۵/ ۱۸۴۰

[32] السجستانی، سلیمان بن الاشعث، السنن، کتاب الجهاد، باب دعاء المشرکین، ۳ /۳۷

[33] ہندی، حسام الدین عبد الملک بن، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (دار صادر، بیروت، س۔ن)، ۴/ ۴۷۵

[34] کوفی، ابن ابی شبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، المصنف (دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن)، ۶ / ۴۸۳

عام حالات کے اندر اگر کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم جاری کیا۔ فرمایا:

اذا قتل المسلم النصرانی قتل به[35]

"اگر کسی مسلمان نے کسی عیسائی کو قتل کیا تو مسلمان اس بدلے میں قصاصاً قتل کیا جائے گا۔"

اگر مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے دیت پر راضی ہو جائیں تو ایسی صورت میں غیر مسلم کی دیت کو مسلم کے برابر قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا:

"دية اليهو دی و النصرانی و كل ذمی مثل دية المسلم[36]

"یہودی، عیسائی اور غیر مسلم شہری کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے"

ان ساری نصوص شرعیہ سے اخذ واستنباط کرتے ہوئے ائمہ کرام وفقہاء کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ہریوں میں اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے کوئی بیرونی طاقت حملہ کر دے تو ان کو پکڑنے، مارنے اور اذیت دینے کی کوشش کرے تو ایسی صورت میں اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ وہ ان کا مکمل تحفظ کرے۔ امام قرافی المالکی اپنی کتاب الفروق میں امام ابن حزم کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"وجب علينا ان نخرج لقتالهم بالكراع و السلاح و نموت دون ذلك"[37]

"ہماری اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ وہ اسلحہ اور لشکر کے ساتھ غیر مسلم شہریوں کی حفاظت کے لیے جنگ کرے خواہ حملہ آور کے ساتھ لڑتے لڑتے اس کے کئی سپاہی جان ہی کیوں نہ دے بیٹھیں۔"

نتائج بحث:

اسلام کی تعلیمات میں سے نصوص شرعیہ خواہ قرآنی ہوں یا نبویؐ، دونوں میں اسلام کا یہ صریح مؤقف رہا ہے کہ کسی مسلم اور غیر مسلم کا ناحق خون نہ بہایا جائے۔ کسی کو بھی جینے کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ کسی کی زندگی میں مداخلت کر کے

---

35 محمد بن حسین بن فرقد، الحجۃ، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، س،ن) ۴/ ۳۴۹

36 الصنعانی عبدالرزاق بن ہمام، المصنف (دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن)، ۹۷/۱۰

37 قرافی، شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی العلاء، الفروق (دار الکتب العلمیہ، س،ن)، ۳/ ۱۵

اس کی زندگی اس سے نہیں چھینی جا سکتی۔ اس کے مال کو لوٹا جا سکتا ہے، نہ اس کی املاک کو ہی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی عزت و آبرو کو بھی پامال نہیں کیا جا سکتا۔ آج دنیا بھر میں جاری دہشت گردی ان ہی عوامل کے حوالے سے رونما ہو رہی ہے۔ اسلام کی واضح تعلیمات بڑی قطعیت کے ساتھ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو فاسقانہ، کافرانہ اور انسان دشمنی کا عمل قرار دیتی ہیں اور اس عمل کو سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی اور گمراہی پر مبنی تصور کرتی ہیں۔ دہشت گردی کی یہ کارروائیاں نہ صرف انسانی حقوق کی پامالی کا سبب بن رہی ہیں بلکہ یہ اقوام عالم کے مابین اور مذاہب عالم کے درمیان دوری، باہمی بیزاری اور باہمی تصادم کا باعث بن رہی ہیں۔ اس جنگ کے عوامل اور محرکات پر اہل دانش کی مختلف آراء ہو سکتی ہیں مگر ابھی تک دنیا کو اس جنگ سے نکلنے کا کوئی واضح ہدف UNO کی سطح پر اور عالمی دنیا کے منظر پر دکھائی نہیں دیتا۔ اس جنگ کے اسباب و عوامل ظاہر بھی ہیں اور پوشیدہ بھی۔ مگر شاید یہ احتساب اور محاسبے سے ماوراء ہیں۔ اب پر لب کشائی ہوتی نہیں۔ اگر ہوتی ہے تو اس کو دبایا جاتا ہے۔ دہشت گردی کی یہ جنگ کسی کے لیے بھی فائدہ مند نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عالمی سطح پر اس کے انسداد کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

تجاویز و سفارشات:

1. فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر ایک ایسا مسلم بلاک بنایا جائے جس کی بنیاد اسوۂ رسول ہو۔
2. تشدد پر مبنی فلموں پر پابندی لگائی جائے۔
3. محبت، بھائی چارہ، امن و سلامتی اور رواداری پر مبنی تعلیمات کو میڈیا کے ذریعے پھیلایا جائے۔
4. دہشت گردی لاعلمی اور جہالت سے جنم لیتی ہے۔ اسلام کی حقیقی اور پُر امن تصویر کو پیش کیا جائے۔
5. آج کے پر فتن دور میں جہاد کے وسیع معانی کو ترویج دی جائے۔ جہاد کو صرف قتال اور جنگ تک محدود نہ کیا جائے بلکہ جہاد بالقلم اور جہاد بالنفس کی فکر کو ترویج دی جائے۔
6. دہشت گردوں کے حملوں سے بچنے کے لیے صرف حفاظتی اقدامات ضروری نہیں بلکہ تعلیمی اور فکری تبدیلی بھی لائی جائے۔
7. معتدل رول ماڈل تیار کیے جائیں تاکہ نوجوان نسل شدّت اور تشدد کے راستے کے بجائے نرمی اور رحمت و شفقت کو مشعل راہ بنائیں۔